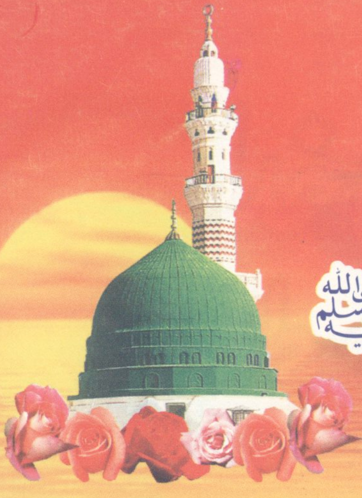
ارضِ خدا
ملکیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم



تصنیف

محقق العصر مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز لاہور

جامعہ اسلامیہ لاہور 1۔ میلاد سٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور

Tel: 042-5300353 Cell: 0300-4407048

ارضِ خدا ملکیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف

محقق العصر مفتی محمد خان قادری

کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور

جامعہ اسلامیہ لاہور 1۔ میلاد سٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

042,5300353...03004407048

نام کتاب	ارضِ خدا ملکیتِ مصطفیٰ ﷺ
تصنیف	مفتی محمد خان قادری
اہتمام	محمد فاروق قادری
بتعاون	بزم اسلامیہ لاہور
حروف سازی	محمد عمران عنصر قادری
اشاعت اول	مارچ ۲۰۰۹ء
ناشر	کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور

نوٹ: ربیع الاول ۱۴۳۰ھ کے موقعہ پر جامعہ اسلامیہ لاہور کے طلباء کی بزم اسلامیہ کی طرف سے یہ تبرک قبول فرمایئے

کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور

جامعہ اسلامیہ لاہور 1 - میلاد سٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

042,5300353...03004407048

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو شانیں عطا کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ کائنات کی ہر شے آپ ﷺ کے قبضہ واختیار میں دے دی گئی ہے اس میں سے آپ باذن الٰہی جتنا چاہیں کسی کو عطا فرمائیں، آپ ﷺ کی اس شان وفضیلت کو قرآن وسنت میں بڑے ہی واضح انداز میں آشکار کر دیا گیا ہے مثلاً ارشاد الٰہی ہے

انا اعطینا ک الکوثر ہم نے آپ کو ساری کثرت عطا کر دی

یہاں کثرت کا ذکر تو ہے مگر اس کی تصریح وتعیین نہیں کہ فلاں میں کثرت عطا کی ہے کیونکہ اگر کسی شی کا ذکر کر دیا جاتا تو کثرت محدود ہو جاتی لہذا عموم کی خاطر اس کا ذکر نہیں کیا اب مفہوم یہ ہوگا کی انسان جس کا بھی تصور کرے مثلاً علم، کمال، حسن ظاہری و باطنی، اخلاق کاملہ، طاقت وقوت، ملکیت وتصرف اسی میں آپ ﷺ کو سب سے بڑھ کر کثرت ملی ہے مثلاً اختیارات لیجئے اس کائنات میں سب سے زیادہ اختیارات سرور عالم ﷺ کو حاصل ہیں اس لئے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کوثر کی تفسیر ان الفاظ میں منقول ہے

الکوثر ھو الخیر الکثیر کلہ کوثر سے مراد تمام خیر میں کثرت ہے

علامہ محمد اشرف سیالوی تفسیر سورۃ الکوثر میں لکھتے ہیں

لفظ کوثر صفت ہے اور صفت کا تحقق وتعین بغیر موصوف کے نہیں ہو سکتا لہذا اگر کوئی موصوف مراد ہوتا تو لازماً اسے ذکر کر دیا جاتا جب کسی موصوف خاص کا ذکر نہیں کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ہر وصف کمال اور خلق حسن ہر وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمائی ہے وہ کوثر ہے نہ نعمتیں کمیت کے لحاظ سے محدود ہیں نہ عظمت و

شان اور رفعت مقام کے لحاظ سے احاطہ عقل میں آسکتی ہیں بلکہ موصوف کو حذف فرما کران نعم ظاہرہ وباطنہ دنیویہ واخرویہ اور روحانیہ وجسمانیہ کے عموم وشمول پر تنبیہ فرما دی اور ساری مخلوق کو بتادیا کہ میں نے اپنے محبوب کو ہر نعمت عطا فرمائی ہے اور ان نعمتوں میں سے کسی ایک کا بھی تم احاطہ نہیں کرسکتے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کوثر ہے لہذا تم سے کسی کا مرغ عقل وہاں تک پرواز نہیں کرسکتا اور نہ ہی کسی کے سمند خیال کو وہاں تک رسائی ہے

(کوثر الخیرات:۳۰۸)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تو بتادیا کہ ہم نے اپنے حبیب ﷺ کو سب سے زیادہ کثرت عطا کی مگر اس کا تعین نہیں فرمایا کہ کثرت کس میں ہے؟ مقصد یہ کہ انسان جس وصف وکمال کا بھی تصور کرے اسی میں حبیب ﷺ کو ہم نے کثرت عطا فرمائی ہے مثلا علم دنیا وآخرت کی بات کرو تو رسول اللہ ﷺ تمام مخلوق سے بڑھ کران کا علم رکھتے ہیں

تمام نعمتوں میں آپ ﷺ نے کثرت پائی ہے اور ان کے تقسیم کنندہ ہیں تو تسلیم کرلینا چاہیے کہ آپ ﷺ سب سے زیادہ اختیار رکھتے ہیں

مولانا شبیر احمد عثمانی (ت۔ ۱۳۶۹) نے مذکورہ آیت کے تحت لکھا،

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کوثر دے کر ہر قسم کی دینوی دولتیں اور حسی ومعنوی نعمتیں عطا فرمادی ہیں

(تفسیر عثمانی، ۷۸۸)

حتی کہ شیخ ابن تیمیہ (ت۔ ۷۲۸) نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

اتانا ببرکة رسالته ویمن سفارته خیر الدنیا و الاخرة

رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور سفارت کی سعادت کی برکت سے ہمیں دنیا اور آخرت کی خیر عطا فرمائی

(الصارم المسلول:۸)

دوسرے مقام پر لکھا

لیس فی الارض مملکة قائمة الابنبوة
اواثر نبوة وان کل خیر فی الارض
فمن اثار النبوات (ایضاً ۲۵۰)

جو بھی زمین پر مملکت قائم ہے وہ نبوت
یا اثر نبوت سے قائم ہے کیونکہ زمین پر
ہر خیر نبوتوں کا ہی اثر ہے

اسی طرح شیخ ابن قیم (ت، ۷۵۱) نے اسی حقیقت کو ان الفاظ میں اجاگر کیا ہے

ان کل خیر نالته امته فی الدنیا و
الاخرة نالته علی یده ﷺ
(زاد المعاد. ۱، ۳۶۴)

تمام وہ خیر جو امت کو دنیا و آخرت میں ملی وہ
رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں سے ملی ہے

محتاج ہے ساری خدائی تیرے در کی

ایک اور مقام پر شیخ ابن قیم اس بات کو کھول کر اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا مکمل طور پر محتاج بنا لیا تو ساری مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا محتاج بنا دیا

لما کمل الرسول ﷺ مقام
الافتقار الی الله سبحانه احوج
الخلائق کلهم الیه فی الدنیا
والاخرة اما حاجتهم الیه فی
الدنیا فاشد من حاجتهم الی
الطعام و الشراب والنفس الذی
به حیاة ابدانهم واما حاجتهم

جب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف
شان محتاجی میں کامل ہو گئے تو تمام مخلوق کو
اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں آپ کا محتاج
بنا دیا لوگوں کے لیے دنیا میں رسول اللہ
ﷺ کی ضرورت، کھانے پینے بلکہ ان
سانسوں سے بھی زیادہ ہے جس سے بدنوں
کی حیات ہے بندوں کے لیے آخرت میں

اليــه فــى الاخــر ة فــا نهـم يستشفعون بالرسل الى الله حتــى يـر يحهـم من مقامهم فكلهم يتأخر عن الشفاعة فيشفع لهم وهو الذى يستفتح لهم باب الجنة

رسول اللہ ﷺ کی ضرورت یوں ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں رسولوں کے ذریعے سفارش کروائیں گئے تاکہ وہ تنگی کے مقام سے آرام پاسکیں تمام اس شفاعت سے رک جائیں گے تو اس موقعہ پر حبیب خدا ﷺ ہی شفاعت کریں گے اور یہی ذات ان کے لیے جنت کا دروازہ کھلوائے گی (الفوائد:۱۱۶)

شرق وغرب کے جن وانس کی ذمہ داری

رسول اللہ ﷺ کے افضلیت پر امام رازی، سولہویں دلیل امام محمد بن علی حکیم ترمذی (ت۔۲۱۰) کے حوالے سے یوں ذکر کرتے ہیں کہ اصول یہ ہے کہ ہر سربراہ کی ذمہ داری اس کی رعایا کے مطابق ہوتی ہے اگر وہ کسی بستی کا سربراہ ہے تو اس بستی کے مطابق اس کی ذمہ داری اور بجٹ وضروریات ہوں گی اور جو مشرق ومغرب کا بادشاہ ہوگا وہ اس بستی والے سے کہیں زیادہ اموال وذخائر کا ضرورت مند ہوگا تو جب رسول صرف اپنی قوم تک آئے تو انہیں اس کے مطابق رموز توحید اور جواہر معرفت عطا کیے تو جو شرق وغرب، انس وجن کا رسول بنا اس کے لیے ضروری تھا

لابدان يعطى من المعرفة بقدر ما يمكنه ان يقوم بسعيه بامور اهل المشرق و المغرب

کہ اسے اس قدر معرفت دی جائے کہ جس سے اہل شرق وغرب کی تمام امور میں ضروریات پوری کرسکیں

چونکہ حضور ﷺ کی نبوت دیگر انبیاء کی نسبت اس طرح ہے جیسے بستی کے مقابلہ میں تمام مشارق ومغارب

ولما کان کذلک لا جرم اعطی ﷺ من کنوز الحکمة والعلم مالم یعط احد قبله فلا جرم بلغ فی العلم الی الحد الذی لم یبلغه من البشر قال تعالی فی حقه فاوحیٰ الی عبده ما اوحیٰ وفی الفصاحة الی ان قال لو تیت جوامع الکلم	جب صورت حال یہ ہے تو لازم ہے کہ آپ ﷺ کو حکمت وعلم کے ایسے خزانے عطا کئے جائیں جو آپ ﷺ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئے لہذا آپ ﷺ علم کی اس حد پر پہنچے کہ کوئی انسان وہاں کا تصور نہ کر سکے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے حق میں فرمایا اس نے وحی کی اپنے بندے کی طرف جو وحی کرنا تھی اسی طرح آپ ﷺ کی فصاحت وبیان کے حوالے سے فرمایا مجھے جامع کلمات سے نوازا گیا ہے
(مفاتیح الغیب، ۱۳۔۵۷)	

الغرض جس قدر ذمہ داری سیدنا محمد ﷺ کی ہے وہ کسی کی نہیں لہذا ہر علم وکمال اور اختیار میں آپ ﷺ کو ہر ایک سے اعلیٰ وافضل ماننا ضروری ہے خواہ وہ علم وکمال دینی ہو یا دنیوی

احادیث مبارکہ

رسول اللہ ﷺ نے اپنی اسی شان اور عطائے الٰہی کو متعدد احادیث میں بیان فرمایا ہے۔ چند ملاحظہ کیجئے

۱۔ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اوتیت بمقالید الدنیا علی فرس ابلق (مسند احمد،۳۔۳۲۸)

گھوڑے پر لدی، دنیا کی چابیاں مجھے عطا کی گئی ہیں

امام نورالدین هیثمی (ت۔۸۰۷) نے اس روایت کے بارے میں لکھا

رواہ احمد و رجالہ رجال الصحیح (مجمع الزوائد،۸۔۵۸۴۔حدیث ۱۴۲۱۵)

اسے امام احمد نے نقل کیا اور اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں

۲۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی عنایات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

انی اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانی واللہ ما اخاف بعدی ان تشرکوا ولکن اخاف ان تنسافسوا فیھا

مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کردی گئی ہیں اور اللہ کی قسم مجھے تم پر یہ خوف نہیں کہ تم شرک کروگے لیکن یہ خوف ضرور ہے کہ تم دنیادار بن جاؤ گے

(البخاری،۱۔۵۰۸۔۲۔۵۸۵)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول ﷺ نے فرمایا

اوتیت مفاتیح کل شئی (مسند احمد،۲۔۸۶)

ہر شے کی چابیاں مجھے عطا کردی گئیں ہیں

۴۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ان اللہ عزوجل زوی لی الارض رأیت مشارقھا ومغاربھا (مسند احمد،۴۔۱۳۸)

اللہ عزوجل نے زمین کو میرے لئے سمیٹ دیا ہے تو میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھ لیا

یہی روایت حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے
(دیکھیے مسلم۲: ۳۹۰، ترمذی:۲۔۴۰) امام ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے
انہی ارشادات عالیہ کی بنا پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے کہا کرتے

اوتی نبیکم ﷺ مفاتیح کل شئی — تمہارے نبی ﷺ کو ہر شئی کی چابیاں عطا ہوئیں ہیں

(مسند احمد، ۱۔۴۳۵، مسند حمیدی حدیث ۱۲۴)

۵۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا

و انی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض (بخاری و مسلم) — مجھے تمام زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئیں

شیخ المحدثین امام عبدالرؤف المناوی اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

خص حبیبہ ﷺ باعطاء مفاتیح خزائن المواھب فلا یخرج منھا شیء الا علی یدہ. (فیض القدیر:۱۔۵۶۴) — اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے نعمتوں کے خزانوں کی چابیاں مخصوص کر دی ہیں، اب کوئی شے بھی ان سے نہیں نکلتی مگر آپ ﷺ کے ہاتھ سے

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں
جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو زمین میں تصرفات سپرد کئے اور آپ ﷺ نے عاجزی کو پسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے مزید شفقت فرماتے ہوئے

فعوض التصرف فی خزائن السماء برد الشمس بعد غروبها و شق القمر ورجم النجوم و اختراق السموات و حبس المطر و ارساله و ارسال الریاح وامساکها و تظلیل الغمام و غیر ذالک من الخوارق.

اس کے عوض آسمانوں کے خزانوں میں تصرف عطا فرمادیا مثلاً غروب کے بعد سورج کا لوٹنا، چاند کا دوٹکڑے ہونا، ستاروں کا شیطان کو لگنا، آسمانوں کا پھٹنا، بارش کا برسنا اور رک جانا، ہواؤں کا چلنا اور بادل کا سایہ کرنا اور دیگر خلاف معمول چیزوں کا ظاہر ہونا

(فیض القدیر:۱۔۱۳۸)

۶۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جامع کلمات سے نوازا گیا، رعب ودبدبہ سے میری مدد کی گئی ہے اور میں سویا ہوا تھا

اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی (مسلم:۱۔۱۹۹)

مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کرتے ہوئے میرے قبضہ میں دے دی گئیں

امام ابن حجر مکی (ت۔۹۷۴) آپ ﷺ کی ان احادیث کی تشریح میں لکھتے ہیں

انہ ﷺ خلیفة الله الذی جعل خزائن کرمه و موائد نعمه طوع یدیه و تحت ارادته یعطی منهما من یشاء و یمنع من یشاء (الجوہر المنظم ،۴۲)

آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور نعمتوں کے دسترخوان آپ ﷺ کے قبضہ اور ارادہ کے تحت کردیئے ہیں آپ ﷺ ان میں سے جس کو چاہیں عطا فرمادیں اور جس سے چاہیں روک دیں

شارح بخاری امام احمد قسطلانی (ت۔۹۲۳) فرماتے ہیں

فھو علیہ وسلم خزانة السر و موضع نفوذ الامر فلا ینفذ امر الامنه و لا ینقل خیر الاعنه

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رازوں کا خزانہ اور امور کے نفاذ کا مرکز ہیں ہر معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے نافذ ہوتا ہے اور ہر خیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی حاصل ہوتی ہے

(المواھب مع زرقانی، ۳۴۱)

۷۔ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات کو خدمت کیا کرتا تھا ایک دن مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے ربیعہ

سل فقلت اسألک مرافقتک فی الجنة

مانگو !عرض کیا: میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت مانگتا ہوں

فرمایا۔ اس کے علاوہ بھی ۔۔؟ عرض کیا'' حضور یہی کافی ہے'' فرمایا'' کثرت سجود کے ساتھ اپنی ذات کے حوالے سے میری مدد کرو (مسلم، باب، فضل السجود)

اس فرمان نبوی نے واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کامل اختیارات سے نواز رکھا ہے اگر انسان کے پاس اختیار ہی نہ ہو تو وہ کسی کو یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ جو مانگنا ہے وہ مانگ لو اور پھر صحابی کا سوال بھی واضح کر رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنت تک عطا کرنے کا اختیار اللہ تعالی نے دے رکھا ہے کیونکہ اگر وہ یہ عقیدہ نہ رکھتے ہوتے تو وہ ایسا سوال ہی نہ کرتے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے وعدہ فرما کر اپنے اختیار پر مہر ثبت کر دی ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمادیتے کہ یہ کام مجھ سے اونچا ہے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے علاوہ بھی کچھ چاہیے تو وہ بھی مل جائے گا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات کے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اس حدیث کے تحت آئمہ کی عبارات بھی ملاحظہ کر لیں

آئمہ امت کی آرا

۱۔ اس حدیث کے تحت استاذ المحد ثین ملا علی قاری (ت۔۱۰۱۴) رقم طراز ہیں۔

اى اطلب منى حاجة لان هذا هو شان الكرام و لا اكرم منه ﷺ ويؤخذ من اطلاقه ﷺ الامر بالسوال ان الله تعالى مكنه من اعطاء كل ما اراد من خزائن الحق و من ثم عدائمتنا من خصائصه ﷺ انه يخص من شاء بما شاء كجعله شهادة خزيمة بن ثابت بشهادتين رواه البخارى و كترخيصه فى النيا حة لام عطية فى آل فلان خاصة رواه مسلم

(مرقاۃ المفاتیح، ۲-۳۲۳)

مجھ سے حاجت مانگو کیونکہ کریموں کی یہی شان ہوتی ہے اور حضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی کریم نہیں، آپ ﷺ نے ہر شے مانگنے کا حکم دیا جس سے واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے تمام خزانوں کے عطا کرنے پر قادر فرما دیا ہے یہی وجہ ہے کہ آئمہ امت نے آپ ﷺ کا یہ خاصہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ جس کو چاہیں مخصوص کر دیں مثلاً حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ کی شہادت دو کے برابر کر دی۔ جیسا کہ بخاری میں ہے اور حضرت اُم عطیہ کو آل فلاں میں نوحہ کرنے کی اجازت عطا فرمائی جیسا کہ مسلم میں مروی ہے

۲۔ تقریباً حدیث مذکورہ کی تشریح میں یہی الفاظ امام محمد بن علان صدیقی (ت:۱۰۵۷) کے ہیں

(فقال سلنى) حاجة اتحفك بها فى مقابلة خدمتك لان هذا شان الكرام و لا اكرم منه ﷺ و يؤ خذ من اطلاقه السوال ان الله تعالى مكنه من اعطاء كل ما اراد من خزائن الحق

فرمایا مجھ سے حاجت مانگو تم میری خدمت کرتے ہو کیونکہ کریموں کی شان یہی ہوتی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی کریم نہیں آپ ﷺ کا ہر شے مانگنے کا فرمادینا بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے تمام خزانوں میں سے عطا کرنے پر قادر

و من ثم عدائمتنا من خصائصه ﷺ ان يخص من يشاء بما شاء كجعله شهاد ۃ خزیمة بشهادين رواه البخاری	بنایا ہے اس وجہ سے آئمہ امت نے آپ ﷺ کے خواص میں سے بیان کیا کہ آپ ﷺ جسے چاہیں اس کے لیے حکم مخصوص فرمادیں جیسے آپ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کو دو گواہوں کے برابر قرار دے دیا اور یہ بخاری میں ہے
(دلیل الفالحین ۔۱، ۳۱۷)	

۳۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (ت: ۱۰۵۲) نے یہی بات ان الفاظ میں تحریر کی ہے

از اطلاق سوال کہ فرمود سل بخواه و تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم شود که همه بدست همت و کرامت اوست ﷺ بر چه خواهد هر کرا خواهد باذن پروردگا رخود بدهد.	فرمایا، مانگو تو سوال کو مطلق رکھا کسی خاص مطلوب کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ تمام امور حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہیں جو چاہیں جس کے لیے چاہیں اپنے پروردگار کے حکم سے عطا کر دیں
(اشعۃ اللمعات: ۱۔ ۳۹۶)	

۴۔ اسی حدیث کی تشریح میں اہل حدیث فاضل نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کو بھی پڑھ لیجیے

قال النبی ﷺ سل معناه اطلب ای خیر شئت من خیر الدنیا و الاخره و یعلم من قوله ﷺ سل مطلقاً من غیر	حضور ﷺ نے فرمایا مانگو! اس کا معنی یہ ہے کہ دنیا و آخرت کی جو خیر چاہتے ہو مانگ لو، آپ ﷺ کے فرمان مطلق سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کسی مخصوص شے کے ساتھ

تقييد بمطلوب خاص ان الامر كله بيد همته و كرامته ﷺ يعطى ما شاء لمن شاء باذن ربه تعالى

مقید نہیں کیونکہ تمام معاملہ ﷺ کے مبارک ہاتھ میں ہے۔ عطا کریں جس کو جتنا چاہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے

فان من جودک الدنيا و ضرتها

و من علومک علم اللوح و القلم

دنیا و آخرت آپ ﷺ کی سخاوت کا حصہ ہے اور لوح وقلم کا علم آپ ﷺ کے علوم کا حصہ ہے (مسک الختام)

شیخ شبیر احمد عثمانی دیوبندی (ت، ۱۳۶۹) نے اس حدیث کے تحت لکھا

ذكر ابن سبع فى خصائصه وغيره . ان الله تعالىٰ اقطعه ارض الجنة يعطى منها ما شاء لمن شاء قاله القارى فى المرقاة

امام ابن سبع اور دیگر محدثین نے آپ ﷺ کا یہ خاصہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جنت الاٹ کی ہے جسے چاہیں جتنی چاہیں عطا فرمائیں

(فتح الملهم، ۳، ۶۳۸)

آخر میں صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی بھی سن لیجیے

ان اكرم خليفة الله على الله ابو القاسم ﷺ

اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے مکرم خلیفہ آپ ﷺ کی ذات اقدس ہے

امام حاکم اسے نقل کر کے کہتے ہیں

هذا حديث صحيح

یہ روایت صحیح ہے

(المستدرک: ۴، ۶۱۲)

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنا نائب اور خلیفہ اعظم بنایا ہے' آپ ﷺ اس کے خازن اور اس کے خزانوں کی تقسیم کنندہ ہیں۔ متعدد احادیث صحیحہ میں اس پر تصریح موجود ہے ان میں سے چند کا ذکر کئے دیتے ہیں

1۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

انما انا قاسم و الله یعطی — میں تو فقط تقسیم کرنے والا ہوں عطا کرنے والا اللہ ہے (البخاری:۱۔۱۶)

2۔ انہی سے مروی دوسری روایت کے الفاظ ہیں

و الله المعطی و انا القاسم — اللہ عطا کرنے والا اور میں تقسیم کرنے والا ہوں

(البخاری:۱۔۴۳۹)

میں خازن ہوں

۳۔ تیسری روایت کے الفاظ ہیں

انما قاسم و خازن و الله یعطی — میں قاسم اور خازن ہوں اور عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے (البخاری:۱۔۴۳۹)

۴۔ مسلم کے الفاظ ہیں

انما انا خازن انما انا قاسم ویعطی الله — میں خازن وقاسم ہوں اور اللہ ہی عطا کرنے والا ہے (مسلم:۱۔۳۳۳)

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا

انما انا قاسم اضع حیث امرت میں تقسیم کنندہ ہوں اور وہاں ہی خرچ

(بخاری:١۔٤٣٩) کرتا ہوں جہاں کا حکم ہوتا ہے

٦۔حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

بعثت قاسماً اقسم بینکم مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے تاکہ میں تم

میں (اللہ تعالیٰ کے خزانے) تقسیم کروں

ان تمام روایات کو پڑھیئے کسی جگہ آپ ﷺ کی تقسیم کو محدود نہیں کیا گیا۔جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنا خازن قرار دے دیا تو اب اس کے بعد یہ کہنا ہرگز درست نہیں کہ آپ ﷺ کو صرف علم کا خزانہ دیا گیا ہے۔دیگر خزائن نہیں دیئے گئے اگر ایسی قید لگانا ہوتی تو حضور ﷺ خود لگا دیتے محض ضد وہٹ دھرمی کی بنیاد پر آپ ﷺ کی تقسیم کو محدود کرنا کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا پھر یہاں اللہ تعالیٰ کی عطا کا بھی ذکر ہے کیا وہ بھی علم تک ہی محدود ہوگی؟ جیسے اللہ تعالیٰ کی عطا متعین نہیں اسی طرح اس کے حبیب ﷺ کی تقسیم بھی متعین نہیں

ان روایات کے بعد دیگر کسی حوالہ کی ضرورت نہیں مگر پھر بھی ہم کچھ آئمہ امت کے الفاظ نقل کئے دیتے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ انہوں نے ان احادیث سے کیا سمجھا ہے؟

١۔حضرت ملا علی قاری (ت:١٠١٤)"**انما جعلت قاسما لا قسم بینکم**" کی شرح میں لکھتے ہیں

اى العلم والغنيمة ونحو هما وقيل البشارة للصالح والانذار للطالع ويمكن ان تكون قسمة الدرجات والدركات مفوضة له صلى الله عليه وسلم

اس سے علم، غنیمت اوران کی مثل دیگر اشیاء مراد ہیں، بعض نے صالح کے لئے بشارت اور بد کے لئے ڈرانے والا مراد لیا ہے ممکن ہے اس سے مراد درجات ومقامات ہوں جو آپ ﷺ کے سپرد کر دیئے گئے

آگے فرماتے ہیں

ولا منع من الجمع كما يدل عليه حذف المفعول لتذهب انفسهم كل مذهب ويشرب كل واحد من ذلك المشرب--- والحاصل انی لیست ابا القاسم بمجرد ان ولدی کان سمی بقاسم بل لوحظ فی معنی القاسمية باعتبار القسمة الازلية فی الامور الدينية والدنيوية فلست کاحدکم لا فی الذات ولا فی الاسماء والصفات

ان تمام اقوال کو جمع کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں جیسا کہ اس پر مفعول کا حذف دال ہے تا کہ اس سے مراد جو بھی لیا جائے درست ہو حاصل یہ ہے کہ میں قاسم محض اس لیے نہیں ہوں کہ میرے بیٹے کا نام قاسم ہے بلکہ میرے قاسم ہونے کا یہ معنی ومفہوم ہے کہ میں ازل سے دینی ودنیاوی نعمتوں کا تقسیم کنندہ ہوں اور میں تم جیسا ہر گز نہیں ہوں نہ ذات میں اور نہ اسماء وصفات میں

(مرقاۃ المفاتیح، باب الاسامی۔۸، ۵۱۰)

۲۔ شیخ عبدالحق محدیث دہلوی (ت۔۱۰۵۲) اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں

قسمت مے کنم میان شما از جانب حق	میں تم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقسیم
وآن چه وحی کردہ شدہ است بسوئے من	کرنے والا ہوں جو اس نے میری
وفرستادہ شدہ بر من از علم وعمل ومے	طرف وحی کی ہے اور جو مجھے علم وعمل عطا
رسانم ہریکے را آن چہ نصیب او ست	فرمایا ہے میں ہر ایک کو حصہ دیتا ہوں
ومستحق ست مرآن او مے کنم بر کس	جس کا وہ مستحق ہے اور میں ہر شخص کو اس
را در جائے کہ در مرتبہ اوست از فضل	کے مرتبہ و فضل کے مطابق مقام دیتا
وشرف (اشعۃ اللمعات:۴-۴۴)	ہوں

۳۔امام محمد مہدی فاسی (ت:۱۰۵۲) ان مبارک الفاظ کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں۔

وهو خليفة الله فى العالم	جہاں میں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے
وواسطة حضرته والمتولى	خلیفہ ہیں اور بارگاہ الوہیت میں
لقسمة مواهبه واعطيته	واسطہ ہیں اور اس کی بخششوں
فكل من حصله له رحمة فى	اور عطاؤں کی تقسیم کے امین ہیں
الوجود اوخرج له قسم من	۔تو جس کسی کو اس کائنات میں کوئی
رزق الدنيا والاخرة	رحمت ملی یا جس کسی کو دنیا واخرت،
والظاهر والباطن والعلوم	ظاہر و باطن، علوم ومعارف اور
والمعارف والطاعات	طاعات سے جو حصہ ملا ہے وہ خود
فانما خرج له ذلک على	آپ ﷺ کے ہاتھوں اور واسطے
يديه وبواسطته ﷺ	سے ملا ہے

(مطالع المسرات:۲۴۶)

حذف مفعول کی وجہ سے عموم

حضرت ملا علی قاری وغیرہ نے عموم پر جو دلیل قائم کی ہے یہاں مفعول کو حذف کر دیا گیا یعنی نہ تو تخصیص کی گئی کہ اللہ تعالیٰ فلاں عطا فرماتا ہے اور نہ آپ ﷺ کی تقسیم کو کسی چیز تک محدود رکھا گیا تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے حضور ﷺ اس کے تقسیم کنندہ ہیں

محدث مغرب شیخ عبداللہ صدیق غماری (ت۔۱۴۱۳) مذکورہ احادیث لانے کے بعد لکھتے ہیں

هذه الروايات الصحيحة تبين انه صلى الله عليه وسلم يقسم بين امته ما يرزقهم الله من معارف وعلوم واموال وغيرها وليس قسمته عليه الصلاة والسلام خاصا بمال الفئى والمغانم بل هذا عام كما ذكرنا

صحیح روایات بتا رہی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے درمیان اللہ کا عطا فرمودہ رزق تقسیم کرتے ہیں مثلاً علوم، معارف اموال وغیرہ اور آپ ﷺ کی تقسیم صرف مال فئی اور غنیمت تک ہی محدود نہیں بلکہ عام ہے جیسا کہ ذکر ہوا

(الاحادیث المنتقاۃ فی فضائل رسول اللہ:۷۲)

عموم پر دو دلائل

کچھ لوگوں نے کہا یہ تقسیم مال غنیمت تک ہی محدود ہے ان کا رد اور عموم پر دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں

يؤيد هذا العموم ويؤكده امران الاولى قوله انما بعثت قاسماً وهو انما بعث لقسم ما اوتى من

تقسیم کے عموم کی تائید وتاکید ان دو امور سے ہو رہی ہے اول یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے

الهدی والنور والعلم والعرفان
فاما قسم الفئی والمغا نم فهو
امر ثانوی انما حصل بعد
فرض الجهاد والامر یقتال
المشرکین بعد الهجرة الثانی
انه علیه الصلاه والسلام نهی
غیره ان یکتنی بابی القاسم
وعلل النهی بانه یقسم ولو کان
المراد قسم الفئی والمغانم لم
یکن لهذاالنهی والتعلیل معنی
لان کل امام وخلیفة یقسم
المغانم بین المجاهدین کما
کان یفعل عمر وغیره من
الخلفاء وذلک هوا لمقرر فی
الشرع فلولا انه علیه الصلاة
والسلام اختص فی القسم بشئی
لم یشرکه فیه غیره لم یکن
للنهی معنی کما ذکرنا

(ایضا: ۷۴،۷۵)

اور بلاشبہ آپ ﷺ جن چیزوں کی تقسیم
کے لئے مبعوث کیئے گئے ہیں وہ ہدایت
،نور، علم اور عرفان ہے۔ رہا مال غنیمت کا
تقسیم کرنا تو وہ ثانوی امر ہے اور یہ عمل تو
آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد اجازت
جہاد کے بعد کیا دوسری دلیل یہ ہے کہ
آپ ﷺ نے دوسروں کو ابوالقاسم کنیت
رکھنے سے منع فرمایا اور اس پر دلیل یہ دی کہ
میں تقسیم کنندہ ہوں تمہارا یہ مقام نہیں اگر
مراد مال فئی اور غنیمت کی تقسیم ہی ہوتی تو
اس سے منع کرنے پر مذکورہ دلیل کا کوئی
معنی نہیں رہ جاتا کیونکہ وقت کا ہر امام
وخلیفہ مجاہدین کے درمیان مال غنیمت تقسیم
کرتا ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی
اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر خلفاء کیا کرتے بلکہ
شریعت میں یہی اصول ہے اگر آپ ﷺ
کی تقسیم ایسی نہ ہوتی جس میں کوئی دوسرا
شریک نہ ہو تو پھر کنیت سے منع کرنے کا
کوئی معنی نہیں رہ جاتا جیسا کہ ذکر ہوا

ملکیت اور تصرفات نبویہ علی صاحبها الصلاۃ والسلام کے بارے میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ (ت:۱۰۵۲) رقم طراز ہیں

۱. وملک وملکوت جن وانس وتمامه عوالم بتقدیر وتصریف الهی عزوعلا در حیطه قدرت تصریف وے بود صلی اللہ علیہ وسلم

(اشعۃ اللمعات، ۱، ۳۳۷)

ملک، ملکوت، جن وانس اور تمام جہان اللہ تعالیٰ کے فیصلہ واذن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصرف اور قدرت میں ہیں

۲. وازاں جملہ آنست کہ دادہ شدہ آں حضرت را صلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح خزائن وسپردہ شد بوے وظاهر ش آنست کہ خزائن ملوکِ فارس وروم ہمہ بدستِ صحابہ اُفتادو باطنش آں کہ مراد خزائن اجناس عالم است کہ رزق ہمہ در کف اقتدار وے سپرد وقوتِ تربیت ظاهر وباطن بوے داد چناں کہ مفاتیح غیب در دست علم الٰهی است نمیدا ند

یعنی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص اور فضائل سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور کو دی گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کی گئیں اس (حدیث) کا ظاہری مطلب تو یہ ہے کہ فارس اور روم کے بادشاہوں کے خزانے صحابہ کے ہاتھ آئے اور اس کا باطنی مطلب یہ ہے کہ اس سے تمام عالم (جہان کی) ہر جنس کے خزانے مراد ہیں اس طرح کہ سب کا رزق حضور کے طاقتور ہاتھ کے سپرد کیا اور ظاہر وباطن کی تربیت کی قوت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی

آن را مگر وے مفاتیح خزائن رزق وقسمت آں در دست ایں سید کریم نهاد ند قوله ﷺ انما انا قاسم والمعطی هو الله

(مدارج النبوت ۱، ۱۲۰)

جیسا کہ مفاتیح غیب علم الٰہی کے دست قدرت میں ہے (جس کے لیے چاہے کھولے چاہے نہ کھولے) ان مفاتیح غیب کو (ذاتی طور پر) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (اسی طرح) رزق کے خزانوں کی کنجیاں اور اس کی تقسیم سید کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں رکھ دی گئیں حضور ﷺ کا ارشاد ہے میں ہی (ہر شے) تقسیم فرماتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی (ہر شے) عطا فرماتا ہے

احادیث عطاء مفاتیح اور احادیث قاسمیت کے صحیح سمجھنے کے لیے معترضین شیخ محقق محدث دہلوی کی اس عبارت کو بار بار دیکھیں

۳. بود آن حضرت که تصرف می کرد در ایشاں ومی کرد انید، غنی رافقیر ومے ساخت شریف را برابر وضیع ... داد خدائے تعالیٰ عزت وقدرت ومکنت ومدد ونصرت وقوت وشوکت که بر ہمہ بالا تر آمد کار او بر ہمہ بیشی گرفت اختیار او لاوالله سو گند بخدائے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان میں تصرف کرتے ہوتے غنی کو فقیر کر دیتے تھے اور شریف کو وضیع وادنیٰ بنا دیتے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اتنی عزت، قوت، طاقت، نصرت اور شوکت عطا فرمائی کہ سب سے حضور ﷺ کا کام سبقت لے گیا اور سب سے حضور ﷺ کا اختیار بڑھ گیا

که مسخر کرد انید اورا ایں همه امور شک نمی کند دریں هیچ عاقلے (مدارج النبوت ـ ۱،۱۷۴)

اللہ کی قسم! یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے لیے مسخر اور تابع کر دی تھیں اس میں کوئی عاقل شک نہ کرے گا

۴. و کنیته ابو القاسم لانه یقسم الجنة بین اهلها

(مدارج النبوت ـ ۱، ۲۶۶)

حضور ﷺ کی کنیت ابو القاسم ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ حضور مستحقین میں قاسم جنت ہیں بہشت تقسیم فرماتے ہیں

۵. تبصرف وے ﷺ بتصرف الٰهی جل جلاله وعم نواله زمین و آسمان را شامل است بلکه تمام شراب ها وطعام هائے دنیا و آخرت وارزاق حسی وروحانی ونعمت هائے ظاهری وباطنی بواسطه وطفیل آں حضرت است

اللہ تعالیٰ کے تصرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصرف زمین اور آسمان کو شامل ہے بلکہ دنیا اور آخرت کے ہر قسم کے مشروب اور طعام اور حسی وروحانی رزق اور ظاہری و باطنی نعمتیں حضور ﷺ کے طفیل اور واسطہ سے ہیں

آخر اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

(اے باد صبا یہ سب کچھ تیرا ہی لایا ہوا ہے)

شکر فیض تو چمن چو کند اے ابر بهار که اگر خارو گر گل همه پرورده تست وانشد الشیخ العالم العارف محمد البکری قدس سره

اے بہار چمن تیرے فیض کا شکر کس طرح ادا کرے کیونکہ کانٹا اور پھول سب تیرے ہی پروردہ ہیں شیخ عالم عارف محمد بکری قدس سرہ، نے پڑھا

ما ارسل الرحمن او یر سل — من رحمة یتصعد او یتنزل

فی ملکوت الله او ملکه — من کل ما یختص او یشمل

الا وطه المصطفیٰ عبده — ونبیه المختار المرسل

واسط فیها واصل لها — یعلم هذا کل من یعقل

(اللہ تعالیٰ نے جو رحمت بھیجی ہے یا بھیجتا ہے یا بھیجے گا اور جو رحمت چڑھتی ہے یا نازل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے ملک اور ملکوت میں جو جس کو ملتا ہے اس میں اصل اور واسطہ حضور ہی ہیں ہر عاقل اس بات کو جانتا ہے) (مدارج۔۱،۴۱۱۔مطالع المسرات۔۲۶۲)

۶۔ایک مقام پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا

تصرف وقدرت سلطنت وے ﷺ زیادہ براں بود و ملک وملکوت جن وانس وتمامه عوالم بتقدیر و تصرف الٰهی عزو علا در حیطۂ قدرت وتصرف وے بود

حضور کا تصرف اور آپ کی قدرت اور سلطنت سلیمان علیہ السلام کی قدرت اور سلطنت سے زیادہ تھی ملک وملکوت (عالم شہادت اور عالم غیب بلکہ کل ماسوا اللہ) جن اور انسان اور سارے جہان اللہ تعالیٰ کے تابع کر دینے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف اور قدرت کے احاطہ میں تھے (اور ہیں)

(اشعۃ اللمعات۔۱،۴۳۲)

۷۔نیز شیخ محقق حدیث ”عادی الارض لله ورسوله ثم هی لکم منی“ کے ما تحت ارقام فرماتے ہیں

زمیـن قـدیـم ... مرخدااى راست ورسول خدا ای را پستر آن زمین مر شمار است از من یعنی من تصرف مے کنم در ان بهروجه که مے خواهم ومی بخشم هر کرا که میخواهم وظاهر آن بود که گفته شود "منی ومن الله" زیرا که همه از خدا است وخدا در همه جا پیغمبر خود را تصرف داده است

(حضور ﷺ نے فرمایا ہے) قدیم زمین اللہ اور رسول کی ملکیت ہے پھر وہ زمین میری طرف سے تمہارے لیے ہے یعنی میں اس زمین میں جس طرح چاہتا ہوں تصرف کرتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں بخشتا ہوں اور ظاہر یہ ہے کہ اس طرح کہا جاتا "صرف منی کے بجائے "منی ومن اللہ" ہوتا یعنی پھر وہ زمین میری اور اللہ کی طرف سے تمہیں عطا ہوئی تمہاری ملکیت ہے اس لیے کہ ہر چیز کی عطا میں اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ اپنے رسول کو تصرف دیا ہوا ہے

(اشعۃ اللمعات۔۳،۶۷۶ نحوہ فی المرقاۃ۔۳،۳۷۱)

۸۔اس ارشاد الٰہی

تـلـک الـجـنـة التـی نـورث مـن عبادنامن کان تقیا .

یہ وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اسے بناتے ہیں جو متقی ہوا

کے تحت لکھتے ہیں

اے نـورث تـلـک الـجـنـة مـحـمـدا علیہ وسلم صلی اللہ فیعطی من یشاء ویمنع عمن یشاء وهو السلطان فی الـدنیا والآخرة فله الدنیا وله الجنة وله المشاهدات علیہ وسلم صلی اللہ

ہم اس جنت کا وارث محمد ﷺ کو بناتے ہیں پس ان کی مرضی جسے چاہیں عطا فرمائیں اور جسے چاہیں منع کریں۔دنیا اور آخرت میں وہی سلطان ہیں انہیں کے لیے دنیا ہے اور انہیں کے لیے جنت (دونوں کے مالک وہی ہیں) اور انہیں کے لیے مشاہدات ہیں

(اخبار الاخیار،۲۲۶ از شیخ عبدالوہاب،بخاری متوفی ۹۳۲ھ)

شیخ اشرف علی تھانوی (ت:۱۳۶۱) نے لکھا

آپ ﷺ کو تمام خزائن روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں عالم کشف میں عطا کی گئی تھیں (نشر الطیب:۱۶۶)

شیخ محمود الحسن دیوبندی لکھتے ہیں

آپ ﷺ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں جمادات ہوں یا حیوانات، بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم القصہ آپ ﷺ اصل میں مالک ہیں

(ادلۃ کاملۃ،۱۲)

جنہیں کتاب وسنت کی سمجھ آئی ہے انہوں نے سچ کہا

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم   رزق اس کا کھلاتے یہ ہیں

حضرت تمیم داری کا واقعہ

انہی روایات کے پیش نظر اہل علم وفضل نے تصریح کی ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو زمین کا مالک نہ مانے وہ کافر ہے اس بارے میں امام غزالی، امام تقی الدین سبکی، امام مناوی، امام ابن العربی، امام سیوطی اور امام شعرانی جیسے آئمہ امت نے باقاعدہ فتویٰ کفر جاری فرمایا، یہاں ہم اس کی تفصیل درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالی عنہ کو زمین کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایا تھا

وقدتعرض بعض الولاة لال
تميم واراد انتزاع الا رض
منهم ورفع امرهم الى القاضى
ابى حاتم الهروى الحنفى
قاضى القدس الشريف فاحتج
الداريون بالكتاب فقال
القاضى هذا الكتاب ليس
بلازم، لان النبى ﷺ اقطع
تميماً مالم يملك فاستفتى
الوالى الفقهاء و كان ابو حامد
الغزالى رحمه الله حينئذ بيت
المقدس قبل استيلاء الفرنج
عليه فقال : هذا القاضى كافر
لان النبى ﷺ قال :زويت لى
الا رض كلها ، و كا ن يقطع فى
الجنة فيقول : قصر كذا لفلان
، فوعده ﷺ صدق و عطاءه
ﷺ حق فخزى القاضى
والوالى و بقى آل تميم على ما
با يديهم

کسی سر براہ نے آل تمیم سے
جھگڑا کیا اور ان سے وہ زمین چھیننا
چاہی وہ اس معاملہ کو قدس شریف کے
قاضی ابو حاتم ھروی حنفی کے پاس لے
گیا تو حضرت داری کی اولاد نے حضور
ﷺ کی تحریر کو دلیل کے طور پر پیش کیا
تو قاضی نے کہا اس تحریر کی کچھ حیثیت
نہیں کیونکہ حضور ﷺ نے تمیم کو یہ
زمین بطور عطیہ دی تھی جس کے وہ
مالک نہ تھے تو والی نے فقہاء سے فتویٰ
طلب کیا، امام ابو حامد الغزالی اس وقت
بیت المقدس میں تھے اور ابھی فرنگیوں کا
بیت المقدس پر قبضہ نہ ہوا تھا امام غزالی
نے کہا کہ یہ قاضی کافر ہے کیونکہ نبی
کریم ﷺ کا فرمان ہے تمام زمین
میرے قبضے میں دی گئی ہے اور حضور
ﷺ تو جنت بھی (اپنے اصحاب کو
)دیتے ہوئے فرمایا کرتے فلاں محل
فلاں شخص کے لیے ہے اور آپ ﷺ
کا وعدہ سچا اور آپ ﷺ

وكانت هذا الحادثة لما كان القاضی ابو بکر بن العربی بالشام (نظام الحکومة النبویة، ۱۔۲۰۹)

کی عطا حق ہے۔تو قاضی اور والی دونوں رسوا ہوئے اور یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب قاضی ابوبکر بن العربی شام میں تھے

امام غزالی کا فتویٰ

امام جلال الدین سیوطی نے بھی یہی فتویٰ ان الفاظ میں ذکر کیا

وکان یقطع الا راضی قبل فتحها لا ن الله ملکه الا رض کلها وافتی الغزالی بکفر من عارض اولاد تمیم الداری فیما یقطعهم (الخصائص الصغریٰ)

رسول اللہ ﷺ زمین قبل از فتح عطا فرماتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام زمین کا مالک بنایا ہے، امام غزالی نے اس کے کفر کا فتویٰ جاری کیا جس نے حضرت تمیم داری کی اولاد سے رسول اللہ ﷺ کی عطا کردہ زمین پر جھگڑا کیا

انہوں نے الخصائص الکبریٰ میں یہ باب قائم کیا

باب اختصاصه ﷺ بالحمی لنفسه و انه لا ینقض ما حماه

رسول اللہ ﷺ کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ اپنے لیے جس قدر چاہیں زمین رکھ سکتے ہیں اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا

حدیث مبارکہ سے تائید

اور اس کے تحت حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے

اخرج البخاری عن ابی عباس ان الصعب بن جثامة قال قال رسول الله ﷺ لا حمی الا لله و لر سو له اقال الا صحاب من خصائصه

امام بخاری حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاگیر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے

ﷺ ان لـه يحمى الموات لنفسه ولا يجوز ذلك لسائر الائمة قطعاً و انما يجوز لهم الحمى للمسلمين و قيل لا يجوز ايضا وعلى الجوازيجوز نقضه لمن بعده وما حماه النبى ﷺ لا ينقض و لا يغيره بحال و كان يحمى ﷺ بقطع الا راضى قبل فتحها لان الله تعالى ملكه ايا ها يفعل فيها ما يشاء وقد اقطع لتميم الدارى و ذريته قرية بيت المقدس قبل فتحها و هى فى يد ذريته الى اليوم واراد بعض الولاة التشويش عليهم فا فتى الغزالى بكفره قال : لان النبى ﷺ كان يقطع ارض الجنة فارض الدنيا اولى.

(الخصائص الکبریٰ:۲۔۴۲۱)

علماء نے بیان کیا کہ آپ ﷺ بے مالک زمین کو اپنے لئے رکھ سکتے ہیں اور دیگر سربراہوں کے لئے ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں ہاں وہ مسلمان کو جاگیر دے سکتے ہیں بعض نے اس جواز کا بھی انکار کیا ہے اگر یہ ان کے لیے جائز بھی ہو تو بعد کے سربراہ اس معاہدے کو ختم بھی کر سکتے ہیں لیکن جو جاگیر کسی کو رسول اللہ ﷺ نے عطا کی اسے نہ ختم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی حال میں تبدیل کیا جا سکتا ہے حضور ﷺ قبل از فتح زمین الاٹ فرمایا کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کا مالک بنایا لہٰذا اس میں جو چاہیں فیصلہ کریں آپ ﷺ نے حضرت تمیم داری اور انکی اولاد کو بیت المقدس میں فتح سے پہلے جاگیر عطا کی جو آج تک ان کی اولاد کے پاس ہے کسی سربراہ نے ان کو پریشان کیا تو امام غزالی نے اس پر کفر کا فتویٰ جاری کیا اور وجہ یہ بیان کی کہ آپ ﷺ جب جنت الاٹ فرماتے ہیں تو زمین بطریق اولی دے سکتے ہیں

امام شعرانی اور قسطلانی کی تائید

امام عبدالوہاب شعرانی (ت ۔۹۷۴) آپ ﷺ کے خصائص کے تذکرہ میں لکھتے ہیں

وکان یقطع الاراضی قبل فتحها لان الله ملکه الارض کلها و له ان یقطع ارض الجنة من باب اولی ﷺ. والله اعلم (کشف الغمة عن جمیع الامة ۔۶۵)

رسول اللہ ﷺ قبل از فتح زمین صحابہ کو الاٹ فرمادیتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام زمین کا مالک بنادیا ہے اور آپ ﷺ کا جنت تقسیم فرمانا بطریق اولی جائز ہے

شارح بخاری امام محمد بن محمد قسطلانی (ت ۔۹۲۳) الخصائص من المباحات کے تحت رسول اللہ ﷺ کا یہی خاصہ ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں

و کان یقطع الاراضی قبل فتحها لا ن الله ملکه الارض کلها و افتی الغزالی بکفر من عارض اولاد تمیم الداری فیما اقطعهم و قال انه ﷺ کان یقطع ارض الجنة فا رض الدنیا اولی

(المواهب اللدنیة:۲۔۶۲۶)

رسول اللہ ﷺ قبل از فتح زمین کا ٹکڑا عطا فرما دیا کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام زمین کا مالک بنایا ہے امام غزالی نے اس شخص کو کافر قرار دیا ہے جس نے حضرت تمیم داری کی اولاد سے رسول اللہ ﷺ کی عطا کردہ زمین میں جھگڑا کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تو جنت الاٹ کرنے والے ہیں تو دنیاوی زمین بطریق اولی الاٹ فرما سکتے ہیں

امام ابن العربی اور سبکی کی تائید

اس کی شرح کرتے ہوئے امام زرقانی (ت،۱۱۲۳) رقمطراز ہیں

وکـــا ن یـقـطـع الاراضـی قبل
فتحها بخلاف غیره من الائمة
فـانـمـاً یقطع بعد فتحها (لان
الـلـه مـلکه الارض کلها)و لا
یـنـقـض شـیء مما اقطعه بعده
بـحـال (و)لـذا (افتـی الغزالی
بـکـفـر مـن عارض اولاد تمیم
الـداری فیـمـا اقـطـعهم التی
صلی اللہ علیہ وسلم)مـن الا رض بـا لشام (و
قـال انـه صلی اللہ علیہ وسلم کان یقطع ارض
الـجـنـة)ما شا ء منها لمن شاء
(فـا ر ض الـد نیـا اولی)و نقله
ابـن الـعـربـی عـن الـغـزالی فی
الـقــانـو ن و اقـره وافتـیٰ بــه
السبکی ایضا
(زرقانی علی المواہب،۵۔۲۴۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین قبل از فتح عطا
فرماتے اور یہ درجہ کسی اور سربراہ کو
حاصل نہیں کیونکہ وہ بعد از فتح ہی
دے سکتے ہیں (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوتمام زمین کا مالک بنایا)
اور بعد از فتح عطا فرمودہ زمین پر کوئی
اعتراض نہیں ہوسکتا اور اس لئے امام
غزالی نے ان لوگوں کو کافر قرار دیا
جنہوں نے حضرت تمیم داری رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی اولاد سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شام میں عطا کردہ زمین
کے بارے میں جھگڑا کیا اور فرمایا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کو چاہیں اور جتنا
چاہیں تقسیم فرما سکتے ہیں تو دنیاوی
زمین تو بطریق اولیٰ عطا فرما سکتے ہیں
اسے امام غزالی سے امام ابن العربی
نے القانون میں نقل کیا اور اس کی تائید
کی اور امام سبکی کا بھی یہی فتویٰ ہے

امام محمد بن جعفر الکتانی (ت،۱۳۴۵) اس قطعہ کی تفصیل، حضرت عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ نبوی ﷺ کو ہی بحال رکھنا اور فتویٰ امام غزالی کے بارے میں رقمطراز ہیں

وقد ذكر بعض شراح مختصر خليل فى الزكاة فى الكلام على زكاة المعادن عند استرادهم لقضية اقطاع النبى ﷺ لتميم بن اوس الدارى قرية عينون بنواحى بيت المقدس قبل فتحه و امضاء عمر ذلك له لما فتحه ان الله تعالى ملكه الارض كلها و فى عبارة الدنيا و الجنة يقطع منهما ما اراد لمن اراد خصوصية له و نص الشيخ عبد الباقى الزرقانى فى شرحه لدى قوله فى الزكاة و حكمه للامام الى قوله الا مملوكة لمصالح فله تنبيه اقطاعه ﷺ

بعض شارحین مختصر خلیل نے کتاب الزکاۃ کے باب زکاۃ معدنیات میں یہ واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ کو بیت المقدس فتح ہونے سے پہلے اس کے نواح میں عینون کے مقام پر قطعہ اراضی عطا فرمایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح بیت المقدس کے بعد اس فیصلہ نبوی کو جاری فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام زمین کا مالک بنایا ہے بعض کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ ﷺ کی یہ شان و خصوصیت ہے کہ تمام دنیا اور جنت میں سے جس کو جتنا چاہیں عطا فرمائیں امام عبد الباقی نے اس کی شرح میں ایک اہم نوٹ لکھا کہ حضور ﷺ کا بیت المقدس کے نواحی میں قبل از فتح حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطعہ زمین کا الاٹ کرنا

تـمیمـاً الداری بعض ارض بنواحی بیـت الـمـقـدس قبل فتـحـه من خصائصه علیه الصلاة و السلام کما فی خصاص السیوطی الصغریٰ زاد الـمـناو ی فی شرحها و اقر ه و نقله عنه ابن العربی فی القانونْ.

یہ آپ ﷺ کا خاصہ و امتیاز ہے جیسے امام سیوطی نے خصاص الصغری میں ذکر کیا۔ امام مناوی نے اس کی شرح میں یہ اضافہ کیا کہ امام ابن العربی نے القانون میں نقل کر کے اسے ثابت رکھا

اس کے بعد امام عبدالوہاب شعرانی کی عبارت نقل کی اور لکھا

وجـه کـون اقـطـاع النبی ﷺ تـمیـمـاً من الـخـصـائص کـونـه اقـطـاعـاً جـاز مـاً لا تقدیر فیه و لا تـعـلیق حسبما یظهر من کلامهم و اقـطـاع غیره من الا ئمة الارض الـحـرب لا بد فیه من التعلیق علی الـفـتـح اذ لا تصرف لهم فی ارض الـحـرب ما دامت ارض حرب و کـونـه اقطاعا ما ضیا پلزم الا ئمة بـعـد انـفـاذ ه مـطـلقاً و ان کانت ارضـه ارض مـعـدن و فـرضنا انه صولح اهل الارض

رسول اللہ ﷺ کے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو عطا فرمودہ قطعہ زمین کو آپ ﷺ کا خاصہ قرار دینا بتا رہا ہے کہ یہ قطعہ قطعی طور پر ان کا ہی ہوگا اس میں کوئی فتح کی شرط وحد نہیں جیسے کلام آئمہ سے ظاہر و واضح ہے لیکن آپ ﷺ کے علاوہ اگر کوئی سربراہ ارض حرب میں سے کسی کو دے تو اس کے لیے شرط فتح ضروری ہے کیونکہ جب تک ارض حرب ہے سربراہ اس میں تصرف

عليها و غيره من الا لمة انما يقطع
ارض المعدن على ما ذهب اليه
المالكية و من وافقهم انتفاعاً بحيث
لا يبعيها من اقطعها ولا تورث عنه و
بهذا تعلم ما فى قول بعض
المتأخرين من اصحابنا المالكية لا
يظهر كون اقطاع تميم قبل
الفتح من الخصائص على
مذهبنا لما ذكره ابن يونس من
الاتفاق على ان المعدن فى
ارض حكمه للامام و كذا فتيا
الغزالى فى ذلك ليست على
مذهبنا لما ذكره ابن عرفة من
ان من اقطعه الامام معدن لا
يورث عنه فان كلام ابن يونس
انما هو فى الارض العرب يعنى
التى اسلم اهلها عليها و تصحف
ذلك لصاحب التوضيح وهو
الشيخ خليل با رض الحرب

ہی نہیں کر سکتا اگر ماضی میں کسی نے
جاگیر دی تھی تو بعد کے حکمرانوں پر اسے
جاری رکھنا لازم ہے اگر زمین معدنیات
میں سے ہے اور بالفرض اہل زمین اور
سربراہ کے درمیان صلح ہوئی ہے تو ان کے
موافقین کے ہاں اپنی زمین کو بطور نفع دیا جا
سکتا ہے مگر وہ شخص نہ اسے بیچ سکتا اور نہ ہی
اس میں وارث جاری ہوں گئے اس سے
ہمارے متاخرین مالکیہ کے اس قول میں
جو گڑبڑ ہے وہ بھی سامنے آ جاتی ہے کہ
ہمارے مذہب کے مطابق فتح سے پہلے
حضرت تمیم داری کو جاگیر دینا رسول اللہ
ﷺ کا خاصہ نہیں کیونکہ شیخ ابن یونس نے
لکھا کہ اس پر اتفاق ہے کہ ارض حرب میں
معدنیات کا معاملہ سربراہ کے سپرد ہے اس
طرح امام غزالی کا فتویٰ ہمارے مذہب
کے مطابق نہیں کیونکہ شیخ ابن عرفہ نے لکھا
جسے سربراہ قطعہ معدنی دے اس میں
وراثت جاری نہ ہوگی گڑبڑ کی وجہ

و ارض الحرب لا تصرف فيها	یہ ہے کہ شیخ ابن یونس کی گفتگو ارض حرب
للامام الاان یعلق الامر علی الفتح	کہ جس کے اہل اس شرط پر ایمان لائے
وفتیا الغزالی مبینة علی ان اقطاعه	صاحب توضیح شیخ خلیل کے سامنے ارض
علیه السلام لتمیم تملیک له کما	عرب کے بجائے نسخہ ہی ارض حرب تھا اور
ذکرنا لا انتفاع و علیه فلا بد من	ارض حرب میں سربراہ تصرف نہیں کر سکتا
حمل اهل مذهب ذلک علی	ہاں شرط فتح ضروری ہے امام غزالی کا فتویٰ
الخصوصیة .والله اعلم	اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ
(جلاء القلوب، ۲۔۲۳۹)	نے حضرت تمیم داری کو اس قطعہ کا مالک
	بنایا ہے نہ کہ فقط نفع کا لہذا ہمارے علماء
	سرور عالم ﷺ کا خاصہ ہی مانتے ہیں

مذکورہ تمام دلائل حضور ﷺ کے اختیارات پر اس قدر واضح ہیں لہذا کسی صورت میں بھی آپ ﷺ کو بے اختیار قرار دینا درست نہیں ہمیں یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا کامل نائب وخلیفہ مقرر کر کے مختار کائنات بنایا ہے کیا سب سے بڑا خلیفہ بے اختیار ہوتا ہے؟

انہی دلائل کی روشنی میں امت مسلمہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن وحکم سے حضور ﷺ سب کچھ کر سکتے ہیں

امورِ دنیا میں

حبیبِ خدا ﷺ کے سب سے زیادہ عالم ہونے

کے موضوع پر

پہلی مستقل کتاب

علمِ نبوی ﷺ اور امورِ دنیا

تالیف

مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلی کیشنز لاہور

جامعہ اسلامیہ لاہور 1۔ میلاد سٹریٹ گلشن رحمان کالونی ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

042-5300353, 0300-4407048

امیر کاروانِ اسلام

مُفتی محمد خان قادری

کا دینی، علمی اور تحقیقی لٹریچر



- شرح اج سک متراں دی
- حضور ﷺ کے آباء کی شانیں
- والدین مصطفےٰ ﷺ کا زندہ ہو کر ایمان لانا
- علماء نجد کے نام اہم پیغام
- جسم نبوی ﷺ کی خوشبو
- کیا سگ مدینہ کہلوانا جائز ہے؟
- ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی ﷺ
- سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
- صحابہ اور بوسہ جسم نبوی ﷺ
- محبت اور اطاعت نبوی ﷺ
- نعل پاک حضور ﷺ
- صحابہ اور علم نبوی ﷺ
- امام احمد رضا اور مسئلہ ختم نبوت ﷺ
- قصیدہ بردہ پر اعتراضات کا جواب
- خواب کی شرعی حیثیت
- علم نبوی ﷺ اور امور دنیا
- معراج حبیبِ خدا ﷺ
- محافل میلاد اور شاہ اربل
- حضور ﷺ کی رضاعی مائیں
- ترک روزہ پر شرعی وعیدیں
- عورت کی امامت کا مسئلہ
- عورت کی کتابت کا مسئلہ

- معارف الاحکام
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم
- ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم
- فتاویٰ رضویہ جلد چہاردم
- ترجمہ فتاویٰ جلد پانزدہم
- ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد ششم
- ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد ہفتم
- صحابہ اور محافلِ نعت
- صحابہ کے معمولات
- علم نبوی ﷺ اور منافقین
- حضور ﷺ رمضان کیسے گزارتے ہیں؟
- سدرہ تیری راہ گزر
- منہاج اصول الفقہ
- ذخائرِ محمدیہ ﷺ
- مسلک صدیق اکبرؓ عشق رسول ﷺ
- شرح سلام رضا
- نورِ خدا سیّدہ حلیمہ کے گھر
- اسلام اور تحدید ازواج
- اسلام میں چھُٹی کا تصور
- فضائل نعلین حضور ﷺ

- شبِ قدر اور اسکی فضیلت
- اسلام اور تصور رسُول پاک ﷺ
- اسلام اور احترام والدین
- والدین مصطفےٰ ﷺ جنتی ہیں
- نسب نبوی ﷺ کا مقام
- وسعت علم نبوی ﷺ
- اسلام اور احترام نبوت ﷺ
- اسلام اور خدمت خلق
- نظام حکومت نبوی ﷺ
- فضیلت درود و سلام
- شان نبوت ﷺ
- تفسیر سورۃ الضحیٰ والم نشرح
- شاہکار ربُوبیت ﷺ
- ایمانِ والدین مصطفےٰ ﷺ
- حضور ﷺ کا سفر حج
- امتیازاتِ مصطفےٰ ﷺ
- دررسُول ﷺ کی حاضری
- صحابہ کی وصیتیں
- رفعتِ ذکر نبوی ﷺ
- مزاحِ نبوی ﷺ
- تبسم نبوی ﷺ
- منہاج النحو

- امام احمد رضا بحیثیت قاطع بدعات
- برکات محافل سے محرومی کیوں؟
- زوال امت کا ازالہ کیسے؟
- آیئے قربِ مصطفیٰ ﷺ پائیں
- اساس ایمان۔ محبت الٰہی
- جماعت نماز تسبیح
- ٹخنے ننگے کرنے کا حکم
- قرآنی الفاظ کے صحیح مفاہیم
- سرمہ اور روزہ
- کیا اولیاء اللہ اور بت ایک ہیں
- یارسول اللہ ﷺ کہنا ایمان یا شرک
- اسلام اور ایصال ثواب
- منہاج المنطق
- مقصد اعتکاف
- تفسیر سورۃ الکوثر
- تفسیر سورۃ القدر
- امامت اور عمامہ
- عصمت انبیاء
- روح ایمان، محبت نبوی ﷺ
- علم نبوی اور متشابہات
- علمِ نبوی ﷺ اور امورِ دنیا
- Why Did The BELOVED PROPHET (SAW) Perform Many Nikkahs?

- کیا رسول اللہ ﷺ نے اجرت پر بکریاں چرائیں؟
- آنکھوں میں بس گیا سراپا حضور ﷺ کا
- رسول اللہ کے کسی عمل کو ترک فرمانے کی حکمتیں مسئلہ ترک
- حضور ﷺ کے والدین کے بارے میں اسلاف کا مذہب
- بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضور کا فیصلہ خطا نہیں
- قرآنی الفاظ کے صحیح مفاہیم
- علمی مقالات (حصہ اول)

- حضور ﷺ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے؟
- نماز میں خشوع وخضوع کیسے حاصل کیا جائے؟
- حدیث شریک پر اعتراضات کی حقیقت
- احوال و آثار۔ مولانا عبدالحئی لکھنوی
- والدین مصطفےٰ ﷺ کے بارے میں صحیح عقیدہ
- تحریک تحفظ ناموس رسالت کی تاریخی کامیابی
- علمی مقالات (حصہ دوم)

- محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
- اللہ اللہ حضور کی باتیں ایک ہزار احادیث کا مجموعہ
- میلاد النبی اور شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ
- مشتاقان جمال نبوی ﷺ کی کیفیات جذب و مستی
- تفسیر کبیر (آخری بائیس سورتوں کا ترجمہ)
- حضور ﷺ کے ظاہر اور باطن پر فیصلے
- ارضِ خدا ملکیتِ مصطفیٰ ﷺ